Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی
www.al-idah.pk
JUL - DEC 2021
VOL:39 ISSUE:2

عصمتِ اہل بیت سے متعلق دو نظریوں کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Two Notions about the inerrable status of Ahl al-Bayt

Issue: http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/35

URL: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/755.*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.039.02.0755*

Author(s): Atta Ullah

Assistant Professor, Depatment of Islamic & Religious Studies, The University of Hripur, kPK, Pakistan Email: attaullahumarzai@gmail.com

Muhammad Mahroof

Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra Email: MuhammadMaroof@hu.edu.pk

Nazakat Ali Rajpoot

PhD scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur Email: alinazakat192@gmail.com

Citation: *Atta Ullah, Muhammad Mahroof and Nazakat Ali Rajpoot 2021. A Comparative Analysis of the Two Notions about the inerrable status of Ahl al-Bayt. Al-Idah. 39, - 2 (Dec. 2021), 260 - 273.*

Received on: 22 – Oct - 2021
Accepted on: 29 – Nov - 2021
Published on: 24 – Dec - 2021

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 2 / July – Dec 2021/ P. 260 - 273.*

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
Australian Islamic Library
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract

To be inerrable (Asmat) is an inward trait that prevents a person from sin despite being sinful by nature is a unique feature of the prophets. In all human beings, only the prophets are innocent of sins and error. Allah has bestowed upon Ahl-e- Bayt of Muhammad ﷺ a very high position by granting them this prestigious stature of being innocent and pure from sins as per Shia school of thought. Their strongest argument in this regard is the ayat e Tatheer in which the Ahl-e- Bayt are declared cleansed of all filth of sins from them. The Ahl-e- Sunnah interpret it as a protection of Ahl al-Bayt against all sins. In this article the viewpoint that Ahl-e- Bait are safe from sin but not innocent or inerrable is discussed.

Keywords:

Inerrable, innocent, Ahl-e- sunnah, sin, Ahl al- Bayt.

اللہ تعالی نے انسانیت کی کامل راہنمائی کے لیے نبیوں اور رسل کے سلسلے کو خاتم النبیین ﷺ پر ختم فرمایا۔ لیکن انسانیت پر رحمت خداوندی کی بے انتہا و بےمثال عنایت کا مظہر کہ رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا۔ انسانیت کو اپنے محبوب ﷺ کے علاوہ ایسی شخصیات عطا فرمائیں جن کی محبت، پیروی اور اطاعت میں گمراہی سے بچنے کی ضمانت ہے۔ ہر مسلم ان ہی شخصیات کی راہنمائی اور اتباع میں زندگی بسر کرنے کی دعا مانگتا ہے۔ ان شخصیات میں خاتم المرسلین ﷺ کے اہل بیت بھی شامل ہیں۔ جن کی محبت ہر مسلم کا جزو ایمان اور بغض نفاق کو جنم دیتا ہے۔ محمد عربی ﷺ کے اہل بیت کو بلند مقام و شان عطا کی گئی۔ لیکن کیا حضرات اہل بیت عظام اس بلند مقام و مرتبے پر بھی فائز ہیں کہ انبیاء و رسل کی طرح معصوم عن الخطا ہیں؟ یا اہل بیت عظام مقام رفعت کے اس درجہ میں ہیں کہ اللہ نے ان کی ہر قسم کی خطا سے حفاظت فرمائی لیکن وہ معصوم نہیں؟ زیر نظر آرٹیکل ان سولات کے جوابات کی ایک سعی ہے۔ اہل بیت عظام کے معصوم عن الخطا کو سمجھنے کے لیے عصمت کا مفہوم جاننا لازمی ہے۔

عصمت:

عصمت لغت میں روکنے، حفاظت، ہار اور رسی کے لیے مستعمل ہے۔ عصمت کا مادہ ع، س، اور میم ہے۔ کلام عرب میں عصمت کا معنی روکنا ہے۔ کہا جاتا ہے عصمۃ اللہ عبدہ یعنی اللہ نے اپنے بندے کو ہلاکت کی چیزوں میں پڑنے سے روک لیا۔ باب ضرب یضرب سے اس کا معنی روکنا اور بچانا (حفاظت کرنا) ہے۔[1]

قرآن و سنت میں عصمت روکنے اور حفاظت کے معنوں میں ہی مستعمل ہوا ہے، مثلا نبی نوح علیہ السلام نے بیٹے کو فرمایا۔

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللهِ--- الآية [2]

اس دن عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں۔

وَ اللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ---الآية [3]

اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائیں گے۔

خاتم المرسلین ﷺ کا فرمان ہے جب تک لوگ وہ کلمہ توحید کی گواہی نہ دیں اور میرے اوپر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان نہ لائیں مجھے ان سے لڑائی کا امر کیا گیا۔

''فاذا فعلوا ذلک عصموا منی...الخ [4]

جب لوگ یہ گواہی دے دیں تو انھوں نے اپنے جان و مال مجھ سے محفوظ کر لیے، مگر حق کے ساتھ۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

تدبر اور غور کرنے سے واضح ہوا کہ عصمت کا اصلی معنی روکنا ہی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام معانی روکنے کی طرف ہی لوٹتے ہیں۔ جیسے کسی شئی کی حفاظت اس کو ہلاکت اور ناپسندیدہ کام میں پڑنے سے روکنا ہے۔ ہار میں موتیوں کو گرنے سے روکنا ہے۔ اور رسی بھی کسی چیز کو گرنے سے روکتی ہے۔

اصطلاحی تعریف:

عصمت کی اصطلاحی تعریف میں اختلاف رونما ہوا ہے۔ ایک قول کے مطابق عصمت محض اللہ کا فضل اور مہربانی اس طور پر ہے کہ بندے کو اس میں کوئی اختیار حاصل نہیں۔ یعنی معصوم سیئات سے بچنے اور طاعات کے بجالانے میں اللہ تعالی کی طرف سے مجبور ہوتا ہے۔ معصیت سے بچنا اس کی طبیعت میں ودیعت ہوتا ہے جو عام انسانوں کے طبائع میں نہیں ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ عصمت فضل الٰہی تو ہے لیکن حصول عصمت کے بعد بندہ میں اطاعت کی بجاآوری اور معصیت سے اجتناب کا اختیار باقی رہتا ہے۔[5]

چنانچہ علامہ جرجانی فرماتے ہیں عصمت ایسا ملکہ ہے جو انسان کو معصیت پر قدرت کے باوجود ان سے روکے یا بچائے۔[6]

اس تعریف کی غایت اور مآل یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر گناہ پر قدرت اور طاقت ختم ہو جائے اور وہ گناہ سے بچا رہے تو اسے عصمت حاصل نہیں ہوگی۔ معصوم وہ انسان ہے کہ اللہ تعالی اس میں گناہ کی تخلیق نہ فرمائیں، باوجود اس کے کہ بندے کو گناہ پر قدرت اور اختیار حاصل ہو۔ جیسا کہ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں عصمت کی حقیقت یہ ہے اللہ تعالی بندے میں گناہ پیدا نہ کرے، باوجود اس کے کہ بندے کو گناہ پر قدرت اور

اختیار حاصل ہو۔ اس لیے کہ اگر معصوم سے گناہ پر قدرت اور اختیار کو سلب اور ختم کر دیا جائے پھر تو وہ مکلّف ہی نہ رہے گا۔ معصوم کو مکلّف بنانا اور عطائے اجر و ثواب باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ مکلّف بنانے اور اجر و ثواب کے ملنے کا دار و مدار قدرت اور اختیار پر ہے۔[7]

شیخ ابو منصور ماتریدی کا میلان بھی اسی طرف ہے فرماتے ہیں کہ عصمت آزمائش اور امتحان کو زائل نہیں کرتی، یعنی معصوم کو اطاعت پر مجبور اور معصیت سے عاجز نہیں کیا جاتا۔ بلکہ عصمت اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک ایسا لطف ہے جو معصوم کو نیکی پر برانگیختہ کرتا ہے اور معصوم میں گناہ کی قدرت اور اختیار ہونے کے باوجود اسے معصیت سے روکتا ہے، یعنی معصوم باوجود حصول عصمت کے شریعت کا مکلّف ہوتا ہے۔ اور معصیت پر قدرت کے باوجود اس سے بچتا ہے۔[8]

اہل تشیع کے شیخ مفید فرماتے ہیں کہ عصمت مکلّف پر اللہ تعالی کا ایسا لطف ہے جو اسے اطاعت کے ترک کرنے اور معصیت میں پڑنے سے روکتا ہے، باوجود اس کے مکلّف کو ارتکاب معاصی اور ترک اطاعت پر قدرت حاصل ہے۔[9]

خلاصہ کلام یہ کہ عصمت معصوم میں اللہ کی طرف ایک ایسی خصلت اور ملکہ ہے جو اسے معصیت پر قدرت کے باوجود گناہ سے روکتی ہے۔ یعنی معصوم سے گناہ کا صدور ممکن ہے۔ اگر معصوم سے گناہ کا صدور محال یا ممتنع ہوتا تو پھر معصوم معصیت کے ترک کرنے کا مکلّف نہ ہوتا۔ اور اسی طرح ترک گناہ پر اجر و ثواب کا مستحق بھی نہ ہوتا۔ جبکہ معصوم ترک معصیت کا مکلّف بھی ہے، اور ترک معصیت پر اجر و ثواب کا مستحق بھی ہے۔

تمام انبیاء کبائر و صغائر، کفر اور ہر قسم کے گناہوں اور قبائح سے معصوم ہیں۔[10]

اہل سنت اور عصمت اہل بیتِ نبی ﷺ:

اہل سنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو صفت عصمت حاصل ہے اور وہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ انبیاء کرام کے علاوہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور دیگر کسی بھی انسان کو گناہوں سے عصمت حاصل نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت انبیاء کرام سے قصداً کسی منہی عنہ کے ارتکاب کو جائز نہیں سمجھتے، ہاں سہو اور نسیان سے لغزش ہو سکتی ہے۔[11]

اہل تشیع کا نظریہ:

اہل تشیع کے نزدیک انبیاء کرام کے علاوہ آئمہ اہل بیت بھی معصوم ہیں۔ چنانچہ اہل تشیع کے شیخ مفید لکھتے ہیں انبیاء کرام اپنے دور نبوت میں اور ان کے بعد آئمہ دور امامت میں تمام صغائر و کبائر سے معصوم ہیں۔[12]

واضح رہے کہ اہل تشیع کے نزدیک نبی ﷺ کے اہل بیت سے مراد اہل عباء یعنی علی المرتضیٰؓ، فاطمۃ الزہراءؓ اور ان کے دونوں صاحبزادے ہیں، اس پر اہل تشیع کی سب سے قوی دلیل ام المؤمنین عائشہؓ سے مروی حدیث رداء ہے۔

جس میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰؓ، فاطمۃ الزہراءؓ اور ان کے دونوں حاجزادوں کو چادر میں ڈہانپا اور آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔[13]

جبکہ ام سلمہؓ سے مروی اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں کو چادر میں ڈہانپے کے بعد ہاتھ بلند کرکے دعا فرمائی۔ یا اللہ یہ میرے گھرانے والے ہیں ان سے گندگی کو دور کرکے انہیں پاک کر۔[14]

اہل تشیع کے نزدیک علی المرتضیٰؓ ان کے پہلے امام اور پھر حسنؓ اور پھر حسینؓ امام ہیں۔ اور اہل بیت کا اول مصداق بھی یہی ہیں، اور یہ معصوم ہیں۔ اہل بیت کے معصوم ہونے پر اہل تشیع کی قوی دلیل آیت تطہیر ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ ...الآية[15] اے اہل بیت اللہ تعالی آپ سے گندگی کو دور کرکے آپ کو مکمل پاک کرنا چاہتا ہے۔

تفسیر قمی میں ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیت مذکورہ کا نزول نبی ﷺ، علی المرتضیٰؓ، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حسنؓ و حسینؓ کے متعلق ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زوجہ ام سلمہؓ کے گھر میں ان چاروں کو بلا کر اپنی خیبری چادر میں لیا۔ اور دعا فرمائی یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ آپ نے مجھ سے ان کے متعلق وعدہ کیا تھا۔ یا اللہ ان کو گندگی و نجاست دور کرکے ان کو پاک کردے۔ تو اس پر آیت کا نزول ہوا۔ ام سلمہؓ نے بھی ان میں شمول کی عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ خیر پر ہو۔[16]

شیعہ عالم محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے آیت تطہیر سے اہل بیت علیہم السلام کی تمام گناہوں اور معاصی سے پاک اور معصوم ہونے پر استدلال کیا ہے۔[17]

طرز استدلال:

اہل تشیع آیت تطہیر میں ارادہ سے ارادہ تکوینی مراد لیتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالی نے اہل بیت سے اذہاب رجس اور تطہیر کا ارادہ تکوینی فرمایا لہٰذا اہل بیت انبیاء کی طرح گناہ سے معصوم ہیں۔

چنانچہ اہل تشیع کے شیخ طبرسی لکھتے ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں آیت تطہیر پانچ افراد (اہل عباء) کے ساتھ خاص ہے۔ اور آیت کے اختصاص سے طرز استدلال یہ ہے کہ لفظ انما تحقق اور ثبوت کے لیے ہوتا ہے۔ جب تک انما کے بعد نفی نہ ہو۔ جیسے کسی قائل کا قول انما لک عندی درہم کا مطلب ہے اس کے پاس سوائے ایک درہم کے کچھ بھی نہیں۔ اور اس طرح انما فی الدار زید یہ تقاضہ کرتا ہے کہ گھر میں زید کے سوا کوئی نہیں۔ اسی طرح آیت

کریمہ میں انما کے بعد اللہ جل جلالہ کے ارادے کا ذکر ہے جو کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو مطلق ارادہ مراد ہے یا ایسا ارادہ مراد ہے جس کے پیچھے اذہابِ رجس اور تطہیر ہو۔ مطلق ارادہ مراد لینا جائز نہیں اس لیے مطلق ارادہ مراد لینے کی صورت میں اہل بیت کا ساری مخلوق پر کوئی اختصاص نہیں رہتا۔ کیونکہ مطلق ارادہ تو اللہ تعالیٰ نے ہر مکلّف کے ساتھ کیا ہے، اور مطلق اور مجرد ارادہ مراد لینے میں اہل بیت کی کوئی مدح نہیں ہے۔ جبکہ بغیر کسی شک و شبہ کے یہ آیت اہل بیت کی مدح اور تعظیم کا تقاضہ کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا آیت میں مطلق و مجرد ارادہ مراد نہیں بلکہ ایسا ارادہ مراد ہے جس کے پیچھے اذہاب رجس اور تطہیر ہے۔ اس ارادہ مقیدہ کے ثبوت سے آیت میں اہل بیت کے لیے تمام قبائح سے عصمت ثابت ہو گئی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت اہل بیت یعنی اہل عباء کے ساتھ خاص ہے اور آیت کا ازواج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔[18]

شیعہ عالم استر آبادی لکھتے ہیں آیت میں رجس سے مراد شیطانی عمل اور تطہیر سے عصمت مراد ہے۔ اور اہل بیت محمد ﷺ سے مراد علیؓ، فاطمہؓ اور ان کے صاحبزادے حسن و حسینؓ ہیں۔[19]

تفسیر نمونہ میں ہے کہ آیت میں الرجس پر الف لام جنسی ہے۔ جس میں ہر قسم و نوع کے گناہ اور نجاست داخل ہے۔ ہر گناہ رجس ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں شرک، جوا، نفاق، الکحل کے مشروبات اور نجس و حرام گوشت کے لیے لفظ رجس مستعمل ہے۔ اور آیت اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے قطعی ہونے پر دلیل لفظ انما ہے جو حصر اور تاکید کے لیے مفید ہے۔ جس سے بالکل ظاہر اور واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل بیت کو ہر قسم و نوع کے گناہ اور رجس سے پاک کرنے کا یقینی اور قطعی ارادہ ہے، اور اسی کا نام عصمت ہے۔[20]

ابن الطریق لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اہل بیت کی حفاظت اور ان سے ازہاب رجس کے ثبوت سے اہل بیت کی عصمت ثابت ہو گئی۔ صاحب المجمل احمد بن فارس اللغوی نے لغت میں لکھا ہے کہ طہر گندگی کی ضد ہے اور تطہیر ہر قسم کے قبائح اور گناہ سے پاک رکھنا ہے۔ اور یہی عصمت کا معنی ہے یعنی رجس کے مواقع کو ترک کرنا۔ اور قرآن کریم کے لفظ اذہاب رجس اور تطہیر بھی عصمت کا متقاضی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے اہل بیت سے اذہاب رجس اور تطہیر ثابت ہے، تو پھر اس سے اللہ کے علاوہ کسی اور کے ارادہ سے عصمت کے خلاف معنی مراد لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ باری تعالیٰ کا ارادہ غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں۔[21]

آیت تطہیر سے عصمت اہل بیت پر استدلال کا جائزہ:

اہل تشیع کا آیت تطہیر سے اہل بیت کے معصوم ہونے کا استدلال محل نظر ہے۔ جمہور امت کے نزدیک اہل بیت ولایت کے بلند ترین درجات میں ہیں۔ لیکن اہل بیت کو انبیاء کی طرح گناہوں سے عصمت حاصل نہیں ہے۔

قرآن کریم میں مذکور ارادہ دو اقسام پر مشتمل ہے ۔ قسم اول ارادہ قدریہ تکوینیہ اور قسم دوم ارادہ شرعیہ دینیہ ہے۔ ارادہ قدریہ تکوینیہ تمام حوادثات کو شامل ہے۔ جن حوادثات میں مشیت الٰہی شامل ہو ان کا

وقوع ہو جاتا ہے اور جن میں مشیت الٰہی شامل نہ ہو ان کا وقوع نہیں ہوتا۔ جیسے اس فرمان باری تعالی میں اسی اردہ تکوینیہ کا ذکر ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ...الآية [22] اللہ تعالی جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتے ہیں اسکے سینہ کو تنگ کر دیتے ہیں۔

اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ...الآية [23] اگر اللہ چاہے تو تمہیں گمراہ کرے۔

ان آیات میں ارادہ قدریہ تکوینیہ کا ذکر ہے جو کہ گمراہی اور بغاوت کے ساتھ معلق ہے۔ اور ارادہ شرعیہ دینیہ محبت اور رضا کو متضمن ہوتا ہے۔ جیسے کہ فرمان الٰہی میں ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ...الآية [24] اللہ تعالی تمہیں تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا ، لیکن اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے اور تم پر اپنی نعمت تام کر دے ، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ...الآية [25] اللہ تمہارے لیے بیان کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں پہلوں کے راستے پر چلائے، اور معاف کر دے۔ اللہ تعالی خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

کوئی شخص افعال قبیحہ کا ارتکاب کرے تو کہا جائے اس نے ایسا کام کیا جس کا اللہ نے ارادہ نہیں کیا۔ یعنی اللہ تعالی نہ تو اس کام کو پسند کرتا ہے، اور نہ اس سے راضی ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا حکم کرتا ہے۔ آیات مذکورہ میں بھی بعینہٖ اسی طرح کا ارادہ مذکور ہے۔ جبکہ ارادہ تکوینیہ عام مسلمانوں کے اقوال میں ہوتا ہے کہ جو اللہ چاہے گا، ہو گا اور جو نہیں چاہے گا، نہیں ہو گا۔ [26]

آیت تطہیر میں ارادہ شرعیہ دینیہ مراد لینے پر بہت سے قرائن ہیں۔

اولاً: ارادہ شرعیہ دینیہ محبت و رضا کا متقاضی ہے۔ اور آیت تطہیر میں اہل بیت کی مدح و تعظیم محبت و رضا کو مستلزم ہے لہٰذا یہاں ارداہ شرعیہ دینیہ مراد ہے۔

ثانیاً: اگر یہاں ارادہ تکوینیہ مراد لیا جائے تو اس سے قیامت تک آنے والے تمام اہل بیت تمام گناہوں سے محفوظ ہوں گے۔ جبکہ یہ مشاہدے کے خلاف ہے۔

ثالثاً: اگر آیت میں ارادہ تکوینیہ مراد لیا جائے، تو اس سے اہل بیت کی عصمت کا ثبوت تو ہوگا۔ لیکن پھر رسول اللہ ﷺ نے عباء میں لے کر دوبارہ دعا کیوں فرمائی؟ حالانکہ ان کو تو آیت تطہیر کے نزول سے عصمت حاصل ہو گئی۔اس سے تو تحصیل حاصل لازم آتا ہے، جو باطل ہے۔ لہٰذا یہاں ارادہ شرعیہ ہی مراد ہے۔[27]

رابعاً: آیت تطہیر کی طرح آیت وضو میں بھی ارادہ خداوندی کا ذکر ہے۔ اگر آیت تطہیر میں ارادہ تطہیر عطائے عصمت یعنی اہل بیت کے معصوم ہونے کا متقاضی ہے ۔ تو کیا آیت وضو میں ولکن یرید لیطھرکم سے تو ساری امت کو معصوم قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دونوں آیتوں میں الفاظ یرید اور یطھرکم مذکور ہیں۔

اس پر یہ عتراض کیا جائے کہ دونوں آیات میں ایک قسم کی تطہیر مراد نہیں ہے۔آیت تطہیر میں گناہ اور معصیت سے پاک کرنے کا ارداہ خداوندی مراد ہے۔ جبکہ آیت وضو میں جسم کی ظاہری نجاست اور گندگی سے پاک کرنا مراد ہے۔ یعنی وضو سے جسم سے ظاہری گندگی سے پاکی حاصل ہو جائے گی۔

غور کیا جائے تو یہ اعتراض درست نہیں اس لیے کہ دونوں آیات میں تطہیر مشروط ہے۔آیت وضو میں تطہیر وضو کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی وضو کروگے تو جسم کی ظاہری نجاست سے پاکی حاصل ہو جائے گی۔ اور آیت تطہیر تقوی کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی تقوی اختیار کروگے تو گناہوں کی نجاست سے پاکی مل جائے گی۔ تو جیسے آیت وضو میں جسم کی ظاہری نجاست سے پاکی کے لیے پانی استعمال کرنے کا طریقہ بتایا۔اسی طرح آیت تطہیر میں گناہ اور معصیت کی نجاست سے پاکی کا طریقہ بتا دیا۔ یعنی تقوی اختیار کروگے تو نجاستِ معصیت سے پاکی ملے گی۔[28]

خامساً: اگر آیت تطہیر میں اذہابِ رجس اور تطہیر سے عصمت مراد ہوتی تو اس کو ارادہ کے ساتھ مقید نہ کیا جاتا۔ اور فرمان باری تعالی میں یرید اللہ لیذہب کی جگہ ان اللہ اذہب ہوتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اذہابِ رجس ارداہ کے ساتھ مقید و معلق ہے۔ اور اللہ کا ارادہ اس کی مراد سے منفک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہاں عصمت مراد نہیں بلکہ اذہاب رجس کو ارادہ کے ساتھ معلق کرکے اہل بیت کے گناہوں سے محفوظ ہونے کا بیان ہے۔

سادساً: آیت تطہیر اہل بیت کی عصمت کے لیے اس لیے بھی مفید نہیں کیونکہ آیت تطہیر میں یرید اور یطہرکم کا ذکر ہے جبکہ آیت وضو میں ان دو الفاظ کے علاوہ لیتم نعمتہ بھی مذکور ہے۔آیت وضو کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہیں، تو کیا تمام صحابہ کو بھی معصوم قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ آیت وضو میں اتمام نعمت کی صفت کا اضافہ تمام صحابہ کے معصوم ہونے پر زیادہ دال ہے۔ اس لیے کہ شیطان کے شر اور معصیت سے حفاظت کے بغیر اتمام نعمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا جیسے آیت وضو میں اتمام نعمت کی اضافی صفت کے باوجود عصمت مراد نہیں اسی طرح آیت تطہیر میں بھی عصمت مراد نہیں ہے۔[29]

دوسری دلیل:

اہل بیت میں سے علی المرتضیؓ اور حسن و حسینؓ کے معصوم عن الخطا ہونے پر اہل تشیع کی دوسری قوی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ...الآية [30]

اے مومنو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اولی الامر کی پیروی کرو۔

شیخ طوسی لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور اولوالامر کی پیروی کا امر ہے۔ اولو الأمر کی تفسیر میں مفسرین نے دو تاویلیں کی ہیں۔ ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ (کا ایک قول)، میمون بن مہران سدی، الجبائی، البلخی اور طبری کے نزدیک اولوالأمر سے مراد امراء یعنی حکمران ہیں۔

جابر بن عبد اللہ، ابن عباسؓ (کا دوسرا قول)، مجاہد، حسن، عطاء اور ابو العالیہ کے نزدیک اولوالأمر سے مراد علماء ہیں۔

شیخ طوسی اس کے بعد لکھتے ہیں ہمارے اصحاب نے ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اولوالأمر سے مراد آئمہ آل محمد ﷺ ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے جیسے اپنی اور نبی ﷺ کی اطاعت کو مطلّقا واجب کیا اسی طرح آئمہ اہل بیت کی اطاعت کو بھی مطلّقا واجب کیا۔ اور علی الاطلاق وجوب اطاعت کا جواز صرف اسی شخص کے لیے ہو سکتا ہے جو سہو اور غلطی سے مامون اور معصوم ہو۔ خطاء اور سہو سے مامون اور معصوم ہونے کی صفت علماء اور امراء کو حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا اولوالأمر سے مراد آئمہ ہیں جن کی عصمت و طہارت پر ادلہ دلالت کرتے ہیں۔ [31]

تمام شیعہ مفسرین کے نزدیک اولو الإمر سے مراد آئمہ اہل بیت ہیں۔ [32] شیعہ حضرات فرماتے جب اللہ اور رسول کی طرح ان آئمہ کی اطاعت واجب ہے، تو جیسے رسول ﷺ معصوم ہیں اسی طرح آئمہ اہل بیت بھی معصوم ہیں، کیونکہ مطلّقا اطاعت صرف معصوم کی ہوتی ہے۔

جائزہ:

آیت مذکورہ میں اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور اولوالأمر تینوں کی پیروی کا حکم ہے۔ اللہ جل جلالہ اور حضور اقدس ﷺ کی اطاعت کے لیے لفظ اطیعوا کا تکرار ہے۔ جو اللہ اور رسول کی مطلّقا اطاعت کے وجوب پر دال ہے۔ جبکہ اولوالأمر کا اطاعت رسول پر عطف عدم تکرار کے ساتھ ہے۔ جو اس پر دال ہے کہ اولوالأمر کی اطاعت مطلّقا واجب نہیں۔ بلکہ اولوالامر کی پیروی، اللہ اور رسول ﷺ کی پیروی کے ضمن میں داخل ہے۔ گویا باری تعالی اور حضور اقدس کی اطاعت مستقل ہے جبکہ اولوالامر کی اطاعت مستقل نہیں۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آیت میں کسی مسئلہ میں نزاع کے وقت اللہ اور حضور اقدس ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا، اور عند

النزاع اللہ جل جلالہ اور حضور اقدس ﷺ کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کا حکم نہیں کیا گیا۔ عند النزاع رجوع الی الرسول ﷺ غیر انبیاء کی عدم عصمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اگر غیر نبی بھی معصوم ہوتا تو اس کی طرف بھی رجوع کا حکم دیا جاتا۔[33]

اگر اولو الأمر کی مراد آئمہ اہل بیت کو مان لیا جائے پھر بھی اس سے ان کی عصمت پر استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اسی آیت میں کسی مسئلہ میں نزاع کے وقت اللہ جل جلالہ اور حضور اقدس ﷺ کی طرف رجوع کا امر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی غیر رسول معصوم ہوتا تو عند النزاع اس کی طرف بھی رجوع کا حکم کیا جاتا۔

ثانیا: معصوم کی اطاعت علی الاطلاق بغیر کسی قید کے واجب ہے اور اس کی مخالفت پر سخت وعید ہے۔ اور یہ قرآن میں یہ صرف رسول ﷺ کے لیے ثابت ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے۔

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ...الآية [34] جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو وہ اللہ تعالی کے منعم علیہ لوگوں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر سخت وعید فرمائی۔

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ...الآية [35] اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے، تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہے گا۔

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر حضور اقدس ﷺ کی اطاعت کرنے والے کو نیک بختوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت میں ایسی کوئی شرط نہیں۔ جس سے معلوم ہوا غیر نبی معصوم نہیں ہے۔[36]

ترجیح و وجوہ ترجیح:

ہماری تحقیق کے مطابق جمہور امت کی رائے اور نظریے کو ترجیح حاصل ہے۔ یعنی نبی ﷺ کے اہل بیت ولایت کے اونچے درجات پر فائز ہیں۔ لیکن انبیاء کی طرح معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔ اگرچہ اللہ جل جلالہ نے ان کی گناہوں سے حفاظت فرمائی ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہ ترجیح ہیں۔

1. آیت تطہیر میں اہل بیت کی تعیین اور مصداق، اذہاب رجس اور تطہیر میں کئی احتمالات ہیں۔ لہٰذا اس کو صرف حضرت علیؓ، بی بی فاطمہؓ اور ان کے صاحبزادوں کے ساتھ خاص کرکے نظریے کی بنیاد بنانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آیت کا سیاق و سباق ازواج مطہرات کا اس میں داخل ہونے کا قوی قرینہ ہے۔ جبکہ اہل تشیع کے ہاں بھی ازواج رسول ﷺ معصوم نہیں۔ لہٰذا آیت میں احتمالات کا ہونا اذہاب رجس و تطہیر سے عصمت مراد نہ لینے کی وجہ ترجیح ہے۔
2. اہل بیت کے معصوم عن الخطا ہونے کا نظریہ جمہور امت کے مؤقف کے خلاف ہے۔ جمہور کا اہل بیت کے معصوم عن الخطا ہونے کے نظریے کو نہ اختیار کرنا اس کی قوی وجہ ترجیح ہے۔

3. آیت تطہیر میں اذہاب رجس اور تطہیر سے عصمت مراد لینے پر کوئی قوی قرینہ موجود نہیں ہے۔
4. اہل تشیع کے ہاں آئمہ اہل بیت کی عصمت کا نظریہ اساسی نظریہ ہے۔ جس کے ثبوت پر قطعی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ اولوالأمر کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔ لہٰذا اس سے عصمت آئمہ پر استدلال درست معلوم نہیں ہوتا۔

نتائج البحث:

1. عصمت کے لغوی معنی روکنے اور حفاظت کرنے کے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں عصمت ایسا باطنی ملکہ ہے جو انسان کو معصیت پر قدرت کے باوجود گناہ اور معصیت سے بچائے۔
2. جمہور امت کے ہاں تمام انبیاء کرام معصوم عن الخطا ہیں۔ جبکہ نبی ﷺ کے اہل بیت عظام ولایت کے بلند اور اونچے مقام پر فائز ہیں لیکن معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔
3. اہل تشیع کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت (حضرت علی المرتضیٰؓ، بی بی فاطمۃ الزہراءؓ اور حسن و حسینؓ) بھی انبیاء کی طرح معصوم عن الخطا ہیں۔
4. اہل بیت کے معصوم ہونے پر اہل تشیع کی قوی دلیل آیت تطہیر ہے۔
5. قرآن کریم میں ارادہ کی دو اقسام تکوینیہ اور شرعیہ مذکور ہیں۔ ارادہ شرعیہ محبت اور رضا کو متضمن ہوتا ہے جبکہ ارادہ تکوینیہ تمام حوادثات کو شامل ہے، جس کا وقوع مشیت الٰہی کے ساتھ ہوتا ہے۔
6. اہل تشیع کے ہاں آیت تطہیر میں ارداہ تکوینیہ مراد ہے۔ یعنی اللہ نے اہل بیت سے اذہاب رجس اور تطہیر کا ارادہ کیا۔ اور اللہ کا ارادہ مراد سے جدا نہیں ہوتا بلکہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا اہل بیت کو اذہاب رجس سے تطہیر حاصل ہو گئی اور وہ معصوم ہیں۔
7. جمہور امت کے نزدیک آیت تطہیر میں ارادہ شرعیہ مراد ہے۔ جو کہ اہل بیت سے محبت اور رضا کو ظاہر کرتی ہے۔ لہٰذا اذہاب رجس اور تطہیر سے عصمت عن الخطا مراد لینا درست نہیں۔
8. جمہور امت اہل بیت کے معصوم عن الخطا نہ ہونے کا نظریہ رکھتی ہے۔
9. اہل تشیع کے ہاں اولوالأمر سے آئمہ اہل بیت مراد ہیں۔ لہٰذا ان کی اطاعت مطلّقاً واجب ہے۔ اور جس کی اطاعت مطلّقاً واجب ہو وہ معصوم ہوتا ہے۔ جبکہ جمہور امت کے نزدیک اولو لامر کی اطاعت مطلّقاً واجب نہیں۔ بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے ضمن میں واجب ہے۔ لہٰذا اولو الامر معصوم نہیں ہیں۔
10. اولوالأمر کی تعیین میں کئی اقوال ہیں لہٰذا اہل تشیع کا اس سے عصمتِ اہل بیت کے اساسی نظریے پر استدلال درست نہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات:

1 ۔ افریقی، محمد بن مکرم بن علی (المتوفی:۷۱۱ھ)،لسان العرب،دار صادر–بیروت، طبع: سوم،1414 ۱۴۱۴ھ،۱۲
: ۴۰۳

Afrīqī, Muḥammad bin Mukarram bin Alī (dead: 711 A.H), lisān al ’Arab, Dār Ṣādir: Beirūt, 3rd Edition, 1414 A.H, 12/403

2۔ سورۃ ہود،۱۱ : ۴۲ Sūrah hūd, 11/ 42

3 ۔ سورۃ المائدۃ،۵ : ۶۷ Sūrah Al Mā‘idah, 5/ 67

4 ۔ مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم،دار احیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث:۲۱۔

Muslim bin al ḥajjāj, Ṣaḥiḥ Muslim, Dār Iḥyā‘ al Turāth al Arabī, Beirūt, Ḥadīth No:21

5 ۔ ملا علی قاری، شرح ملا علی القاری علی الفقہ الاکبر، ناشر: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص۵۹۔

Mullā ’Alī Al Qārī, Sharḥ Mullā ’Alī Al Qārī ’Alā al Fiqh al Akbar, Qadeemi kutab khana aram bagh Karachi, P: 59.

6۔ جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی:۱۴۰۳ھ، ص۱۵۰۔

Jurjanī, ’Alī bin Muḥmmad, Kitāb al Ta’rīfāt, Beirut: Dār al Kutub al ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1403, P: 150

7 ۔ تفتازانی، سعد الدین، شرح العقائد النسفیۃ، ناشر: مکتبہ المصباح لاہور، ص۱۵۸

Taftāzānī, S’d-u-dīn, Sharḥ-Al-Aqāid al Nasfiyyah, Maktabah al Miṣbaḥ Lahor, P: 157

8۔ شرح ملا علی القاری علی الفقہ الاکبر، ص۵۹

Sharḥ Mullā ’Alī Al Qārī ’Alā al Fiqh al Akbar, P: 59

9 ۔ مفید، محمد بن مفید، تصحیح اعتقادات الامامیہ، محقق و مصحح: درگاہی، حسین، ناشر: کنگرہ شیخ مفید، قم ایران، سن نشر: ۱۴۱۴ھ، ص۱۲۸، بحوالہ النکت الاعتقادیہ طبع بغداد ص۴۵.

Mufīd, Muḥmmad bin Mufīd, Taṣḥīḥ ‘Itiqādāt al Imāmiah, ,Kangra Shaikh Mufīd Iran,P: 128

10۔ ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر (مترجم) ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، طبع چہارم: ۱۹۹۸ء، ص۳۸

Abū ḥanīfah, Nu’omān bin Thābit , Al fiq al Akbar, Idārah Nashr wa ‘Ishāh’at Madrasah Nusrat al Ulūm Gujranwala, P: 38, 1998

11۔ شرح ملا علی القاری علی الفقہ الاکبر، ص۵۹

Sharḥ Mullā ’Alī Al Qārī ’Alā al Fiqh al Akbar, P: 59

12 ۔ مفید، محمد بن مفید، تصحیح اعتقادات الامامیہ، ص۱۲۹

Mufeed, Muhammad bin mufeed, tasheeh ahtaqat-ul-imamia,no 129

13 ۔ مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث: ۲۴۲۴۔
Muslim bin al ḥajjāj, Ṣaḥiḥ Muslim, Dār Iḥyā‘ al Turāth al Arabī, Beirūt, Ḥadīth No:2424

14 ۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالہ، ط: اول، 1421ھ، رقم الحدیث: ۲۶۵۰۸
Ibn Ḥambal, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Aḥmad, Mo’assasah al Risālah, 1st Edition, 1421 A.H, Ḥadith No: 26508

15۔ سورۃ الاحزاب، ۳۳ : ۳۳ Sūrah al Aḥzāb, 33/33

16۔ قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی، محقق و مصحح: موسوی جزائری، طیب، ناشر: دار الکتاب، قم، سن طباعت: ۱۴۰۴ھ
، ۲: ۱۹۳
Qummī, ’Alī bin Ibrāhim, Tafsīr Qummī, Dār al Kitāb, Iran, 2/ 193, 1404

17 ۔ شیبانی، محمد بن حسن، نہج البیان عن کشف معانی القرآن، ناشر: بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی تھران، سن النشر:
۱۴۱۳ھ، ۴: ۲۲۴۔
ShYbānī , Muḥmmad bin Ḥassan , Nahj al bayān ’An Kashf Ma’nī al Qur’ān, Dāirat al Ma’ārif Islāmī Tehran,Iran, 4/224, 1413

18۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ناشر: انتشارات ناصر خسرو، تہران، سن طباعت: ۱۳۷۲ء،
۸: ۵۶۰
Tabrasī, Fazḍal bin Muḥmmad, Majma’ al Byān Fī Tafsīr al Qurān, Intishārāt Nāṣir khusrū, Tehran, 8/560, 1372

19 ۔ استرآبادی، علی، تأویل الآیات الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الطاہرۃ، محقق و مصحح: استادولی، حسین، ناشر: مؤسسۃ النشر
الاسلامی، قم ایران، سن طباعت: ۱۴۰۹ھ، ص۴۴۹۔
Astar Ābādī, ’Alī, Ta‘wīl al Āyāt al Ẓāhirah Fī Faḍā‘il al Itrah al Ṭāhirah, Mo’assasah al Nashr al Islāmī, Iran, P: 449, 1409

20 ۔ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، مترجم: سید صفدر حسین نجفی، ناشر: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، سن النشر:
۱۴۱۷ھ، ۹: ۶۲۸
Makāram Shirāzī, Nasir, Tafsir Namūnah, Miṣbaḥ al Qurān Trust lahor , 9/ 628, 1417

21 ۔ ابن الطریق، یحیی بن حسن، عمدۃ عیون صحاح الأخبار في مناقب إمام الأبرار، ناشر: جماعۃ المدرسین بقم، مؤسسۃ النشر
الاسلامی قم، سن طباعت: ۱۴۰۷ھ، ص۴۵، ۴۶
Ibn al Ṭarīq, Yaḥyā bin Ḥassan , ’Umdah ’Uyūn Ṣiḥaḥ al Akhbār Fī Manāqib ‘Imām al Abrār, Jamā’ah al Mudarrisīn Biqum, Mo’assasah al Nashr al Islāmī, P:45-46, 1407

22 ۔ سورۃ الانعام، ۶: ۱۲۵ Sūrah al An’ām, 6/ 125

23۔ سورۃ ہود، ۱۱: ۳۴ Sūrah hūd, 11/ 34

24- سورۃ المائدہ،۵: ٦ Sūrah al Mā‘idah, 5/ 6

25- سورۃ النساء،۳: ۲٦ Sūrah al Nisā‘. 3/ 26

26- صدر الدین، محمد بن علاء الدین، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، عبد اللہ بن المحسن الترکي، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط: عاشرہ: ۱۴۱۷ھ، ۱: ۸۰

Ṣadr al Dīn, Muḥmmad bin ’Alā‘ al Dīn, Sharḥ al ’Aqīdah al Ṭaḥāwiyah, Mo’assasah al Risālah, 1/ 80, 1417

27- الآلوسی، ابوالفضل، محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ط: اولی ۱۴۱۵ھ، ۱۱: ۱۹۸

Al Ālūsī, Abū al Faḍal, Maḥmūd, Rūḥ al Ma’ānī Fī Tafsīr al Qurān al ’Aẓīm wal Sab’ al Mathānī, (Beirut: Dār al Kutub al ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1415, 11: 198

28- قاضی، محمد ثناءاللہ، تفسیر مظہری، محقق: غلام نبی تونسی، ناشر: مکتبۃ الرشیدیہ پاکستان، ط: ۱۴۱۲ھ، ۷: ۳۴۱

Qāḍī, Muḥmmad Thanāullah, Tafsīr Maẓharī, Maktabah al Rashīdiyah, Pakistan, 7/ 341, 1415.

29- دہلوی، عبدالعزیز، مختصر التحفۃ الاثنا عشریۃ، ناشر: المطبعۃ السلفیہ القاہرہ، عام النشر: ۱۳۷۳ھ، ۱: ۱۵۲، ۱۵۳

Dehlawī, ’A bd al ’Azīz , Mukhtaṣar al Tuḥfah al ‘Ithnā ’Ashariyah, Al Ma ba’ah al Salfiyah, al Qaira, 1/ 152-153, 1373

30- سورۃ النساء،۳ : ۵۹ Sūrah al Nisā‘, 3/ 59

31- طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ناشر: داراحیاء التراث العربی بیروت، سن النشر: ندارد، ۳: ۲۳٦

Ṭūsī, Muḥmmad bin Ḥassan, Al Ttibyān Fī Tafsīr al Qurān , Beirūt: Dār Iḥyā‘ al Turāth al ’Arabī, 3/ 236,

32- تفسیر نمونہ، ۳: ۳۱۳ Tafsīr Namūnah, 3/ 313

33- جلال الدین، محمد بن سعد، الحجج الباھرۃ في إفحام الطائفۃ الکافرۃ الفاجرۃ، ناشر: مکتبۃ الامام البخاری، ط: اولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، ص۲۰٦۔

Jalal al din, Muhmmad bin saad, alhijaj al bahra Fi ifham al taifa al kafira al fajira, maktaba al imam al buhari, p206, 2000, 1420

34- سورۃ النساء،۳ : ٦۹ Sūrah al Nisā‘, 3/ 69

35- سورۃ الجن، ۷۲: ۲۳ Sūrah al Jin, ,72/ 23

36- ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، منھاج السنۃ النبویۃ في نقض کلام الشیعۃ القدریۃ، محقق: محمد رشاد سالم، ناشر: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ط: الاولی: ۱۴۰٦ھ، ٦: ۱۹۰۔

Ibn taimia, ahmad bin A bd al haleem, mihaj al sunnat alnbwia Fi nqz kalam al shia al qadria, jamiha al imam Muhmmad bin sahood al islamia, 6/ 190, 1406.